قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 01 جنوری 2021ء | 16 جمادی الاولیٰ 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:311

ارشاد باری تعالیٰ

اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَ الۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَ الطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا یَقُوۡلُوۡنَ ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ۔(النور:27)

ترجمہ: ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں۔ اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔ یہ لوگ اُس سے بری الذمہ ہیں جو وہ کہتے ہیں۔ اِنہی کے لئے مغفرت ہے اور عزت والا رزق ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بدنظری ایک زہریلا تیر ہے

اَلنَّظۡرَۃُ سَھۡمٌ مَّسۡمُوۡمٌ مِّنۡ سِھَامِ إِبۡلِیۡسَ مَنۡ تَرَکَھَا مِنۡ مَخَافَتِیۡ أَبۡدَلۡتُہٗ إِیۡمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیۡ قَلۡبِہٖ

(المنذری، عبدالعظیم، الترغیب والترھیب، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ، جلد ۳، صفحہ ۱۵۳)

’’بدنظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو شخص اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے، میں اس کو ایک ایسی ایمانی قوت دوں گا، جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں پائے گا۔‘‘

تمہاری نگاہیں اچانک پڑنے والی نظر کی پیروی نہ کریں

عَنۡ اَبِیۡ بُرَیۡدَۃَ عَنۡ اَبِیۡہِ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَاعَلِیُّ لَا تُتۡبِعِ النَّظۡرَۃَ النَّظۡرَۃَ فَاِنَّ لَکَ الۡاُوۡلٰی وَلَیۡسَتۡ لَکَ الۡاٰخِرَۃُ۔

(سنن ابوداؤد کتاب النکاح باب مَا یُؤۡمَرُ بِہٖ مِنۡ غَضِّ الۡبَصَرِ حدیث نمبر ۲۱۴۹)

ترجمہ: ’’حضرت ابو بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو۔ کیونکہ (اچانک پڑنے والی) پہلی نظر تو معاف ہے۔ لیکن اس کے بعد دوسری نظر معاف نہیں۔‘‘

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

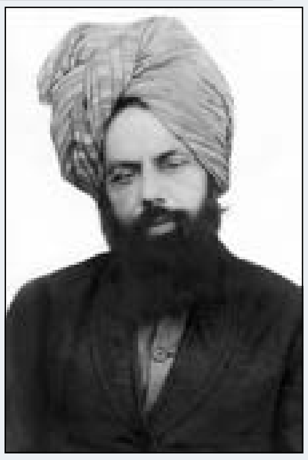

بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف مت اٹھائے پھرو

’’مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے۔ بلکہ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِھِمۡ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 533 مطبوعہ ربوہ)

ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں

سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 343-344، مطبوعہ ربوہ)

فرمان خلیفہ وقت

غض بصر سے کام لیں

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’غض بصر سے کام لیں۔ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔ یعنی بلاوجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لئے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔ لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہو۔ تو مردوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پھر مومن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لئے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔‘‘(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 86-87-88)

حیا ایمان کا حصہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے جو حدود مقرر کی ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ظاہر ہے آپ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: ’’حیا ایمان کا حصہ ہے۔‘‘ (صحیح بخاری، کتاب الایمان۔ حدیث نمبر 24)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں جزا پاتا ہے بشرطیکہ تم مومن ہو، تمہارے میں ایمان ہو۔‘‘

(مستورات سے خطاب فرمودہ 2 جون 2012ء برموقع جلسہ سالانہ جرمنی مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 26 اکتوبر 2012ء)

اس شمارہ میں

- نیک تمنّائیں برائے سالِ نَو (منظوم)
- ’’اللہ کی رسی کو پکڑنے اور نظام سے وابستہ رہنے میں آپ کی بقا ہے‘‘
- اسلامی کیلنڈر کا مختصر تعارف
- زرافہ۔ ایک دلچسپ جانور

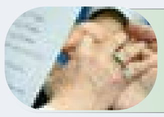

دربارِ خلافت

سو مَیں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموالِ طیبہ سے
اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں۔(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مالی قربانی کے سلسلہ میں ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’میرے پیارے دوستو!مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے۔اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔سو مَیں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموالِ طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے۔اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر مَیں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعے سے ان علوم وبرکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں‘‘۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516)

پس آپ کا یہ سچا جوش اور سچی تڑپ ہے اور اس کے لئے آپ کی دعائیں ہیں جو آج سو سال گزرنے کے بعد بھی اخلاص و وفا کے نمونے دکھا رہی ہیں۔کیونکہ اس کے بغیر تزکیہ نفس نہیں ہوسکتا۔اور دلوں کی پاکیزگی قربانیوں سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ورنہ اخراجات کی تو آپؑ کو فکر نہ تھی۔آپؑ فرماتے ہیں کہ: آخر خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے اس نے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔وہ خود ہی اس کا حامی و ناصر ہے۔لیکن وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کو ثواب کا مستحق بنادے۔

پس اس ثواب کو حاصل کرنے کے لئے یاد دہانی کروائی جاتی ہے۔قربانیوں کے یہ معیار قائم کریں۔مختلف تحریکات ہیں جماعت میں۔اللہ تعالیٰ سب کو معیار بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

...اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جنہوں نے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لیا انہیں اپنی جناب سے بے انتہا اجر عطا فرمائے۔ان کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے ان کے اعمال کے باغ اور ان کے بیوی بچوں کے اعمال کے باغ ہرے بھرے اور پھلوں سے لدے رہیں اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنے رہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ:’’اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا مَیں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرکے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے۔پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اِس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا‘‘۔(یہ آپ نے اپنے وقت کی بات کی ہے)

’’یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں خدا کا فرستادہ موجود ہے......اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر بقیہ صفحہ 6 پر

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِی، وَنَصِیرِی، بِکَ اَحُولُ، وَبِکَ اَصُولُ، وَبِکَ اُقَاتِلُ

(ابو داؤد کِتَابُ الْجِهَادِ حدیث : 2632)

ترجمہ: اے اللہ! تو میرا بازو اور میرا مددگار ہے، تیری ہی مدد سے میں چلتا پھرتا اور حملہ کرتا ہوں اور لڑائی کرتا ہوں۔

یہ سید ومولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی دفاع جنگ کے وقت کی دعا ہے۔

سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ (مندرجہ بالا) دعا فرماتے۔

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

نیک تمنّائیں برائے سالِ نو

ہو مبارک سالِ نَو نَوعِ بشر کے واسطے
باعثِ امن و سکوں ہو خشک و تر کے واسطے

اس طرح گونجے جہاں میں مہدئ برحق کی لَے
گوشے گوشے سے صدا اُٹھے ’’غلام احمد کی جے‘‘

افتراقِ باہمی ہے آج جن طبقوں کی خُو
جذبۂ اُلفت مِٹادے اُن کا فرقِ ماؤ تُو

باہمی نفرت ہے پیدا آج جن اقوام میں
آ گھریں یا ربّ وہ ازخود اُلفتوں کے دام میں

وہ سکوں ہو زندگی جنت کا گہوارہ بنے
شانتی ہر قوم کی تقدیر کا تارہ بنے

گوش گیتی سُن لے طاہر کی صدائے دلگداز
فاش ہو چشمِ جہاں پر مقصدِ ہستی کا راز

باغِ ہستی میں کھلیں غنچے دَمِ مسرور سے
دینِ حق کی آئے خوشبو عین نزد و دُور سے

وہ فضا ہو پیار کی دنیا بنے جنّت نظیر
گورے کالے ، اسود و احمر ہوں سب اُلفت اسیر

مقصدِ تخلیقِ ہستی جان لے ہر آدمی
اور مقامِ خویش کو پہچان لے ہر آدمی

مصطفیٰ کا ہو عَلَم ہر ایک پرچم سے بلند
مسند آرائے جہاں ہو میرا شاہِ ارجمند

ہم فِدا ہوں ہر گھڑی اپنے وطن کی آن پر
رحمتیں برسیں خدا کی ارضِ پاکستان پر

ہاں مبارک سالِ نو ہو احمدیت کے لئے!
نوعِ انساں کے لئے دین و شریعت کے لئے!

(عبد السلام اسلام)

مرسلہ: محمد سلطان ظفر مجلس انصار اللہ سپرنگ ویلی برمپٹن

''اللہ کی رسی کو پکڑنے اور نظام سے وابستہ رہنے میں آپ کی بقا ہے''

22 اگست 2003 کو خطبہ جمعہ میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''اللہ کی رسی کو پکڑنے اور نظام سے وابستہ رہنے میں آپ کی بقا ہے, نظام کی کامیابی اطاعت میں ہے۔ اللہ کی رسی کو پکڑنے اور نظام سے وابستہ رہنے میں آپ کی بقاء ہے ۔''...''یاد رکھیں کہ دینی اور روحانی نظام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں کے ذریعہ اس دنیا میں قائم ہوتے ہیں اس لئے بہر حال انہی اصولوں کے مطابق چلنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اور نبی کے ذریعہ، انبیاء کے ذریعہ پہنچے اور اسلام میں آنحضرت ﷺ کے ذریعہ یہ نظام ہم تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی کامل ﷺ کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔ یاد رکھیں شیطان راستہ میں بیٹھا ہے۔ ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا لیکن اس آیت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

(سورۃ البقرۃ: آیت 209)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

نظامِ جماعت

نظامِ جماعت، درحقیقت وہ نظام ہے جو دربارِ رسالت ﷺ سے وابستہ اور اُس کے عاشقِ صادق، غلام، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے سنتِ نبوی ﷺ کے عین مطابق قائم کیا۔ اور خلافت کی برکت سے اس نظام کا سلسلہ، خلیفہ وقت کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اُنؑ کے ذریعہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاملتا ہے۔ اور یہ بات تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اور ہماری روحوں میں اُتری ہوئی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سب انسانوں سے اعلیٰ وارفع اور آپ کا مقام اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب میں ہے۔

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ہر معاملہ میں براہ راست ہدایات پائیں۔ اس میں روحانی، معاشی، معاشرتی اور مدنی ہدایات بھی شامل ہیں۔ ان ہدایات کی روشنی میں، جو قرآن کریم میں ہمیشہ کے لئے درج کر دی گئی ہیں، جو نظام سامنے آتا ہے وہ پھولوں کے ایک خوبصورت اور مہکتے ہوئے گلدستہ کی مانند ہے۔ الٰہی نظام ہونے کی وجہ سے اس نظام کا ہر ایک پہلو، دوسرے پہلو سے جڑا ہوا ہے۔

روحانی ترقی کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ معاشی، معاشرتی اور مدنی، حقوق و فرائض سے کماحقہ عہدہ برآ ہوا جائے۔ اسی طرح معاشی، معاشرتی اور مدنی نظام کو کامیاب کرنے کے لئے بھی یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اُن میں روحانیت کو پوری طرح مدِنظر رکھا جائے۔ یعنی یہ تمام کڑیاں آپس میں ملنے کے بعد ہی ایک بنیادی اسلامی ڈھانچہ قائم کرسکتی ہیں۔

اس انتہائی اہم موضوع کی اہمیت سمجھنے اور اس کی گہرائی میں جانے سے پہلے ضروری ہے کہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیا جائے کہ رسول کریم ﷺ کے احکامات کی تعمیل کرنا ہر مومن کا فرض ہے۔

قرآن کریم میں اکثر جگہ پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کا واضح حکم دیا گیا ہے مثلاً

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ

(سورۃ اٰل عمران: آیت 33)

ترجمہ: تُو کہہ دے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو یقیناً اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ

(سورۃ التکویر: آیت 22)

ترجمہ: بہت واجب الاطاعت (جو) وہاں (یعنی صاحب عرش کے حضور) امین بھی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

(سورۃ النّسآء: آیت 65)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اور اگر اس وقت جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ تیرے پاس حاضر ہوتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش مانگتا تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پاتے۔

احادیث

حذیفہؓ بن یمان سے روایت ہے کہ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم برائی میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھلائی دی۔ اب اس کے بعد بھی کچھ برائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مَیں نے کہا پھر اس کے بعد بھلائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مَیں نے کہا پھر اس کے بعد برائی۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ مَیں نے کہا کیسے؟ آپؐ نے فرمایا میرے بعد وہ لوگ حاکم ہوں گے جو میری راہ پر نہ چلیں گے۔ میری سنت پر عمل نہیں کریں گے اور ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے دل شیطان کے سے اور بدن آدمیوں کے سے ہوں گے۔ مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس وقت مَیں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا: اگر تو ایسے زمانہ میں ہو تو حاکم کی بات کو سن اور مان خواہ وہ تیری پیٹھ پھوڑے اور تیرا مال لے لے۔ پس تو اس کی بات سنے جا اور اس کا حکم مانتا رہ۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عنہ ظہور الفتن)

تو اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ظلم کی حد تک بھی تمہارے ساتھ تمہارے عہدیداران کی طرف سے سلوک ہو رہا ہے تب بھی تم ان کی اطاعت کئے جاؤ۔ آنحضرت ﷺ نے اطاعت کو اتنی اہمیت دی تھی کہ مختلف زاویوں سے امت کو اس بارہ میں سمجھاتے رہے۔

چند احادیث ہیں

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔

(صحیح مسلم کتاب باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارہ۔ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ)

پھر حضرت عبادہ بن ولید اپنے دادا کی روایت اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ سے سننے اور بات ماننے کی بنیاد پر بیعت کی تھی۔ سختی اور راحت اور خوشی اور ناخوشی میں خواہ ہمارے حق کا خیال نہ رکھا جائے اور اس بنیاد پر کہ ہم جھگڑا نہ کریں گے۔ اس شخص کی سرداری میں جو اس کے لائق ہے اور ہم سچ بات کہیں گے جہاں ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارہ۔ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ)

اطاعتِ نظامِ جماعت کی پابندی کی بنیادی وجوہات

جس طرح رسول کریم ﷺ کے احکامات کی تعمیل کرنا ہر مومن کا فرض ہے، اسی طرح آپؐ کے مقرر کردہ جانشینوں کی احکامات کی تعمیل کرنا بھی ہرمومن کا فرض ہے۔ اس کی مثال ہمیں خلافتِ راشدہ کے دور میں نظر آتی ہے۔ جب ہر مسلمان، خلیفۂ وقت کے سامنے اپنی گردن اُسی طرح جھکا دیتا تھا جیسے وہ حضرت رسول کریم ﷺ کے سامنے جھکاتا تھا۔

خلافت راشدہ کے بعد بوجوہ، مسلمان نظامِ خلافت سے محروم ہوگئے۔ لیکن چونکہ اسلام کی حقانیت نے پوری دُنیا پر غلبہ حاصل کرنا تھا لہٰذا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا مشروط وعدہ یوں فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(سورۃ النور: آیت 56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

بلاشک وشبہ خلافت احمدیہ ہی مندرجہ بالا الٰہی وعدہ کی سچائی کا ثبوت ہے۔ لہٰذا خلافت کی اہمیت کو سمجھنا اور اس کی اطاعت کرنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ کو الٰہی منشاء کے تحت اپنے غلام اور عاشق صادق کی آمد کی خبر تھی لہٰذا آپؐ نے چودہ سو سال پہلے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔

’’حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اُس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن)

اسی طرح حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے الٰہی حکم کے ماتحت اسلام کی خلافت ثانیہ کو جاری رکھنے کے لئے واضح ہدایت فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ:

’’...تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا...‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

نظامِ خلافت کی اہمیت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واضح کرتے ہوئے فرمایا:

’’بے شک مَیں نبی نہیں ہوں۔ لیکن مَیں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے، وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر جاتا ہے۔ ...میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔‘‘

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

یہ وہ نظام خلافت ہے جس کو ہم نظام جماعت بھی کہتے ہیں۔ یعنی مومنوں کا ایک ایسا گروہ جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لایا اور اب اُن کے جانشینوں کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سردار سمجھ کر اُن کی پوری طرح اطاعت کرتا ہے۔ اس عقیدہ (جس کو تفصیل سے دوسری بے شمار کتب و مضامین میں ثابت کیا جاچکا ہے) کہ خلافتِ احمدیہ ہی روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی نمائندگی کا افضل حق رکھتی ہے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ نظام جماعت، جس کے سربراہ خلیفہ وقت ہیں، کی پابندی کس قدر ضروری ہے۔

یہ وہی نظام ہے جس کا مقابلہ دُنیا کی بڑی بڑی حکومتیں مل کر بھی نہیں کرسکتیں۔

اطاعت

اب جب کہ اس بات کی کھلی وضاحت ہوگئی ہے کہ مقام خلافت کیا ہے، اب اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ اطاعت کے آداب کیا ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔

(سورۃ البقرۃ: آیت 286)

ترجمہ: اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ تیری بخشش کے طلبگار ہیں۔ اے ہمارے ربّ! اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

اطاعت کے بارہ میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگدستی اور خوشحالی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الامارہ۔ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمہا فی المعصیۃ)

اسی طرح مطاع اور مطیع کے بارہ میں حدیث نبوی ﷺ ہے۔

’’حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو۔ خواہ تم پر ایسا حبشی غلام (حاکم بنا دیا جائے) جس کا سر منقّٰی کی طرح (چھوٹا) ہو۔‘‘

(صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب السمع و الطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ)

اولین زمانہ اسلام میں مومنین نے اطاعتِ رسول کی عظیم مثالیں قائم کیں۔ اُنہوں نے ہمیشہ آپؐ سے وفا کا سلوک رکھا اور اپنے عہد احسن رنگ میں نبھائے۔ وہ عہد کیا تھے؟ ملاحظہ فرمایئے:

’’حضرت عبادہ بن ولید اپنے دادا کی روایت اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ سے سننے اور بات ماننے کی بنیاد پر بیعت کی تھی۔ سختی اور راحت اور خوشی اور ناخوشی میں خواہ ہمارے حق کا خیال نہ رکھا جائے اور اس بنیاد پر کہ ہم جھگڑا نہ کریں گے۔ اس شخص کی سرداری میں جو اس کے لائق ہے اور ہم سچ بات کہیں گے جہاں ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الامارہ۔ باب و جوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ و تحریمہا فی المعصیۃ)

اس کی وضاحت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب سے بھی ہوتی ہے:

’’...اب تم اپنی ذات کے بارہ میں نہ سوچو بلکہ جماعت کے بارہ میں سوچو۔ اور اپنے ذاتی حقوق خود خوشی سے چھوڑو اور جماعتی حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرو۔ یہاں وہی مضمون ہے کہ اعلیٰ چیز کے لئے ادنیٰ چیز کو قربان کرو۔ پھر جو ہمارا عہدیدار یا امیر مقرر ہوگیا اب اس کی اطاعت تمہارا فرض ہے۔ اس کی اطاعت کریں اور یہ سوال نہ اُٹھائیں کہ یہ کیوں بنایا گیا۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ برادریاں لعن طعن کرتی ہیں کہ ہمارے خاندان کے، اس کے ساتھ یہ مسئلے تھے اور تم اس کی اطاعت کر رہے ہو۔‘‘

(الفضل 23 دسمبر 2003)

ہماری ذمہ داریاں

بطور احمدی ہمارا سب سے پہلا فرض ہے کہ خلیفہ وقت سے براہِ راست رابطہ قائم رکھیں اور اس رابطہ کو اپنی نسلوں میں جاری کریں۔ اس کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اُن تمام پروگراموں میں حتی المقدور کوشش کرکے شامل ہوں جن میں خلیفہ وقت موجود ہو۔ مثلاً خطبہ ونماز جمعہ، پنج وقتہ نماز، نمازعیدین، جلسے، اجتماعات اور کلاسز وغیرہ۔ الحمد للہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل اور www.alislam.org کی بدولت ہمیں یہ سہولت بھی حاصل ہوگئی ہے کہ اگر وسائل کی کمی اور مجبوری کی بناء پر اگر ہم بذاتِ خود مندرجہ بالا پروگراموں میں شامل نہ ہوسکیں تو کم از کم اپنے گھر بیٹھے اُن کا نظارہ کرسکتے ہیں اور خلیفہ وقت کی تمام ہدایات واحکامات کو براہ راست سن کر، اُن پر بلا تاخیر عمل کرنے کی کوشش کرسکتے ہیں۔

ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ پوری کوشش کرکے خلیفہ ٔوقت سے ملیں اور اپنے دُکھ سُکھ بتائیں۔ رابطہ کا دوسرا سب سے اہم ذریعہ خط وکتابت ہے۔ خلیفہ ٔوقت کو باقاعدگی سے خط لکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اس سے ہمارا تعلق خلافت سے مضبوط اور ہماری زندگیاں بابرکت ہوتی ہیں۔ کوشش کرنی چاہئے کہ ہر معاملہ میں یا کم از کم ہر اہم معاملہ میں، مثلاً تعلیم، شادی، عائلی مسائل اور کاروبار وغیرہ کے معاملات میں خلیفہ وقت سے مشورہ ضرور کیا جائے۔ اور جو مشورہ بھی ملے اُس پر لازماً عمل بھی کیا جائے۔

خلافت احمدیہ کی برکت سے احمدی مسلمانوں کی ایک اپنی تہذیب اور ایک اپنا تمدن ہے۔ یہی تہذیب و تمدن ہے جو اسلام نے ہمیں بتایا ہے۔ اسی رہن سہن کی بدولت دُنیا کا کوئی مخالف، کوئی حکومت اور کوئی معاشرہ، جماعتِ احمدیہ کے کردار پر انگلی نہیں اُٹھا سکتا۔ اور ہم صرف اور صرف خلافت اور نظامِ جماعت کی وجہ سے اس کردار کے حامل ہیں۔

آج کے بدلتے ہوئے عالمی سیاسی اور حربی حالات میں، دُنیا کئی حصوں میں بٹ چکی ہے۔ طاقتور میڈیا اور سائنسی ٹیکنالوجی کی بدولت صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح قرار دینا کوئی مشکل نہیں رہا۔ بے شمار نوجوانوں کو جہاد کی اصلی روح سے عاری کرکے اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کے لئے زندہ بم بنا دیا گیا ہے۔ اور انہی خودکش بمباروں کو ہیرو کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ ہم احمدیوں پر یہ اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا عظیم احسان ہے کہ نظامِ خلافت اور نظامِ جماعت کی بدولت، اُس نے ہمیں حقیقی روشنی دکھائی اور ہمارے لئے حق وباطل واضح کردیا۔

یہ ہماری ذمہ داری ہونی چاہئے کہ ہم ہر اُس معاملہ پر، جس پر خلیفہ ٔوقت نے رائے یا فیصلہ دے دیا ہو اُس کی تائید کریں۔ اور قطعی پر یہ کوشش نہ کریں کہ اُس فیصلہ کو معذرت خواہانہ انداز میں پیش کریں۔ نظامِ جماعت جو بھی فیصلہ کرے اُس کی حمایت ڈنکے کی چوٹ پر کرنی چاہئے۔ اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ اس کے نتیجہ میں غیر لوگ ہمیں کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

اسی طرح شادی بیاہ، موت وزندگی کے معاملات بھی ہوتے ہیں۔ یہ مواقع بڑے نازک ہوتے ہیں۔ شادی بیاہ پر اگر کسی کو اُس کی غلطی کی طرف

توجہ دلائی جائے تو وہ ناراض ہوجاتا ہے کہ آپ سے ہماری خوشی نہیں دیکھی گئی۔ اسی طرح کسی کی وفات اُس کے عزیزوں کے لئے بڑے دُکھ کا مقام ہوتا ہے اس دکھ کی حالت میں، یا فوت شدہ کی محبت میں بعض غلطیاں ہوجاتی ہیں۔مثلاً کچھ لوگ قبروں پر پھول چڑھاتے ہیں۔ نظامِ جماعت کی بدولت ایسے لوگوں کو بڑی آسانی سے سمجھایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُنیا کے ہر کونے پر بسنے والا احمدی بھی نظامِ جماعت کا احترام کرتا ہے اور نظامِ جماعت کی طرف سے کسی معاملہ کے بارہ میں توجہ دِلائی جائے تو اُس کی اصلاح کی پوری کوشش کرتا ہے۔

ہمیں اس بات کے لئے بھی ہمیشہ دُعا کرتے رہنا چاہیے کہ ہم نظام کو قائم رکھیں اور اُس سے وابستہ رہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دُنیا بھر کے علوم جانتا ہو۔ وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا، جتنا بکری کا بکروٹہ کام کرسکتا ہے۔ پس مَیں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اُسے اپنی تنظیم کرنی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر 1946ء بحوالہ الفضل 20 نومبر 1946ء)

نظامِ خلافت کو فعال رکھنے اور اس کی ترقی کے لئے خلیفہ ٔوقت ، اُن تمام ملکوں میں جہاں احمدی ہیں، اپنے نمائندگان کا تقرر کرتا ہے۔ یہ نمائندہ، امیر، صدر، مربی، صدر مجلس خدام الاحمدیہ، صدر مجلس انصار اللہ، صدر لجنہ اماء اللہ یا کوئی دوسرا عہدیدار ہوسکتا ہے۔ یہ عہدیدار، نظامِ جماعت کا حصہ ہیں اور اِن کے ذمہ بڑے ہی اہم امور ہوتے ہیں۔ چونکہ نظامِ جماعت دُنیا کے ہر احمدی کے ساتھ براہِ راست خاص تعلق رکھتا ہے لہٰذا خلیفہ ٔوقت کے مذکورہ نمائندے احمدیوں کی دینی و دُنیاوی بہتری اور فلاح و بہبود اور اپنی مدد کے لئے صوبوں، ضلعوں، شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں۔ ذیلی نمائندے نامزد کردیتے ہیں۔ان تقرریوں کے وقت عموماً مقامی احباب کی رائے اورمشورہ (جو وہ الیکشن کی صورت میں دیتے ہیں) کو بھی مدِنظر رکھاجاتا ہے۔

یہ تمام عہدیدار عمومی طور پر خلیفہ ٔوقت اور احمدیوں کے درمیان ایک پُل کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ خلیفہ ٔوقت کے خادم ہونے کے ساتھ ساتھ عام احمدیوں کے بھی خادم ہوتے ہیں۔ اور اُن کی ضروریات احسن رنگ میں پوری کرتے ہیں۔ ان نمائندگان کی اطاعت کرنا بھی اُسی طرح فرض ہے جس طرح خود خلیفہ ٔوقت کی۔

اگر کسی وجہ سے ہم کسی بھی عہدیدار کے حکم یا فیصلہ سے متفق نہ ہوں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ایسی صورت میں بھی اپنے عہدیدار کے حکم پر عمل کریں تاہم ہمیں پورا اختیار ہے کہ مذکورہ عہدیدار سے سنیئر عہدیدار یا حسبِ ضرورت مرکزی عہدیدار کے علم میں وہ بات لائیں۔ اس طرح ہم کسی بڑے سے بڑے عہدیدار کے فیصلہ سے متاثر ہونے کی صورت میں بھی دربارِ خلافت میں اپنا مقدمہ پیش کر سکتے ہیں۔

بطور احمدی ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم سے جب بھی مشورہ مانگا جائے تو پوری ایمانداری سے صحیح مشورہ دیں۔ اگر وہ مشورہ قواعد کے مطابق مسترد کر دیا جائے تو اس پر ناراضگی کا اظہار مت کریں اور جو بھی مشترکہ فیصلہ ہوجائے، چاہے وہ ہماری خواہش کے برعکس ہی کیوں نہ ہو، اس پر پوری ایمانداری سے عمل کریں اور اُس کو کامیاب کرنے کے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں۔

اس بات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بعض دفعہ کچھ چیزیں ہمارے علم میں نہیں ہوتیں یا اُن کے کچھ پہلو نظرانداز ہوجاتے ہیں لہٰذا ہم بشری غلطی کی بناء پر اپنی رائے بڑی جلدی دے دیتے ہیں۔ ہماری یہ ذمہ داری ہونی چاہئے کہ اس سے پرہیز کریں۔

اطاعت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مطاع کے بارہ میں ہمیشہ اچھی، پاکیزہ اور نیک بات کرنی چاہیے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

طَاعَةٌ وَّقَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ ۟ فَاِذَا عَزَمَ الۡاَمۡرُ ۟ فَلَوۡ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ

(سورۃ محمد، آیت 22)

ترجمہ: اطاعت اورمعروف بات چاہئے۔ پس اب جبکہ یہ امر مستحکم ہوچکا ہے اگر وہ اللہ کے ساتھ مخلص رہتے توضرور ان کے لئے بہتر ہوتا۔

اس آیت کے پہلے حصہ سے ایک سبق ہم یہ بھی سیکھ سکتے ہیں کہ اطاعت بھی بشاشت کے ساتھ خوشی سے کرنی چاہیے۔ اور جو بھی حکم ہو اس کو درست سمجھ کر، اُس کی تعمیل کرنی چاہئے۔ ایسا قول وفعل نہیں ہونا چاہئے کہ اگرچہ ہدایت درست نہیں ہے لیکن اس پر عمل کرنے پر مجبور ہوں۔

جیسا کہ پہلے ثابت کیا جاچکا ہے کہ بعض باتیں لاعلمی کی بناء پر ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتیں لہٰذا اگر کسی بات کی سمجھ نہ آئے تو بجائے اُس پر تنقید کرنے کے خاموش رہنا بہتر ہے کیونکہ ہماری تمام اطاعت اور فرمانبرداری محض خوشنودیٔ باری تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے چنانچہ اُسی کے حکم کے تحت ہمیں نظامِ خلافت، نظامِ جماعت، عہدیداران اور کارکنان کے بارہ میں نہایت اعلیٰ درجہ کا حسنِ ظن رکھنا چاہیے اور کبھی بھی حتیٰ کہ مذاق میں بھی ایسی کوئی بات مُنہ سے نہیں نکالی چاہیئے جو مقامِ ادب کے خلاف ہو۔

اگر ہم معیاری اطاعت کا نمونہ دکھائیں گے تو اللہ تعالیٰ سے اُس کا عظیم اجر بھی پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ

(سورۃ النّسآء، آیت 14)

ترجمہ: یہ اللہ کی (قائم کردہ) حدود ہیں۔ اور جو اللہ کی اطاعت کرے اور اس کے رسول کی تو وہ اُسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ایک لمبے عرصہ تک رہنے والے ہوں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

یعنی جنتوں میں رہنا ایک بہت بڑی کامیابی ہے اور اُس کی کُنجی اللہ تعالیٰ نے اطاعت بیان فرمائی ہے۔ یہ ہماری نہایت ہی خوش بختی اور خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نظامِ خلافت اور نظامِ جماعت عطاء فرما کر یہ کُنجی حاصل کرنے کا موقع مرحمت فرمایا ہے۔ بیشمار لوگ اس موقع کے انتظار میں دُنیا سے گزر گئے اور بے شمار لوگ اپنی بدقسمتی سے اس نظام کو سمجھ ہی نہ سکے۔ احمدیوں کے لئے یہ نظامِ خلافت اور نظامِ جماعت تو رضائے باری تعالیٰ حاصل کرنے اور اُس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے پھل حاصل کرنے کا بہترین اور بیش قیمت موقع ہے۔

نظامِ جماعت ہمیں ہمیشہ قرآنِ کریم کے اس ارشاد کے بارہ میں یاددہانی کرواتا رہتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا

(سورۃ النّسآء، آیت 60)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اُولُوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لَوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

اس آیت میں حکام کی اصطلاح میں مُلکی اور شہری حُکام شامل ہیں جو مسلمان بھی ہوسکتے ہیں اور غیر مسلم بھی۔یعنی اگر ہم کسی ایسے ملک میں رہ رہے ہیں جہاں اسلامی طرزِ حکومت نہیں ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اپنے مُلکی حکام کی ہر بات پر عمل کریں اور تمام قوانین کی پابندی کریں۔ تاہم ایسے احکامات جو قرآنی تعلیم کی خلاف ورزی پر مجبور کریں اُن پر عمل کرنا فرض نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ہجرت کرنا فرض ہوجاتا ہے۔مثلاً اگر کوئی حکومت کلمہ، نماز، روزہ جیسے بنیادی ارکین کی ادائیگی پر پابندی لگادے تومومن کا فرض ہے کہ ایسے ملک کی طرف ہجرت کرجائے جہاں وہ آزادی سے ان ارکین کی بجاآوری کر سکے۔

جب ہم حکام کی تعریف کو مزید واضح کرتے ہیں تو یہ بات بھی مدِنظر رکھیں کہ حکام دُنیاوی بھی ہوسکتے ہیں اور دِینی بھی۔مثلاً رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ سرداروں کی اطاعت کرنا بھی اُسی طرح فرض تھا (اور ہے) جس طرح خود رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرنا۔ اور مزید یہ کہ اُن سرداروں کے مقرر کردہ نمائندوں کی حیثیت بھی دراصل رسول کریم ﷺ کے مقرر کردہ براہِ راست نمائندہ جیسی ہی ہوگی اور اُس کی اطاعت بھی اُسی طرح فرض ہوگی۔

غیراز جماعت مسلمانوں کی حالت

اس کے مقابل اس بات کا جائزہ لیں کہ نظامِ جماعت کی مخالفت کرنے والوں کا کیا حال ہے تو ایک احمدی کی نظامِ جماعت سے محبت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ وہ لوگ جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی اطاعت طوعاً و کراھاً کرتے رہے اور خلافتِ ثانیہ میں نظامِ جماعت سے کٹ گئے وہ آج کہاں ہیں؟ کون سی ترقی ہے جو اُنہوں نے کی ہے؟ اِنہی جیسے لوگوں کے لئے قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

وَيَقُوۡلُوۡنَ طَاعَةٌ ۚ فَاِذَا بَرَزُوۡا مِنۡ عِنۡدِكَ بَيَّتَ طَآٮِٕفَةٌ مِّنۡهُمۡ غَيۡرَ الَّذِىۡ تَقُوۡلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكۡتُبُ مَا يُبَيِّتُوۡنَ ۚ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا

(سورۃ النّسآء، آیت 82)

ترجمہ: اور وہ (محض منہ سے) ’’اطاعت‘‘ کہتے ہیں! پھر جب وہ تجھ سے الگ ہوتے ہیں تو اُن میں سے ایک گروہ ایسی باتیں کرتے ہوئے رات گذارتا ہے جو اُس سے مختلف ہیں جو تُو کہتا ہے۔ اور اللہ ان کی رات کی باتوں کو احاطہٴ تحریر میں لے آتا ہے۔ پس ان سے اِعراض کر اور اللہ پر توکّل کر اور اللہ کارساز کے طور پر کافی ہے۔

لاہوری گروپ نے خلافت اولیٰ اور ثانیہ میں نظامِ جماعت کے خلاف کونسا اقدام تھا جو نہیں اُٹھایا تھا؟ خلیفہ ٔوقت کے سامنے اطاعت کا

دم بھرنے والے راتوں کو سازشیں کرتے تھے لیکن آج وہ کہاں ہیں؟ اُن کے نام بھی اگر ڈھونڈنے ہوں تو نظامِ جماعت کے ریکارڈ میں ہی ملیں گے۔ یہ نشانِ عبرت ہے۔

مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے جن لوگوں نے احمدیہ نظامِ خلافت کے تحت آنے سے انکار کیا ہے اُن کا حال بھی سب کے سامنے ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کی پیروی میں دربارِ خلافت نے فرمادیا کہ جہاد کے نام پر جنگیں نہ کرو! شکست کھاؤ گے۔ ان جنگوں کا کیا نتیجہ نکلا؟ شکست پے در پے شکست۔

نظامِ جماعت سے انکار کرنے والوں کی اخلاقی حالت بھی سب کے سامنے ہے۔ ان کے اکثر رقص و موسیقی کے پروگرام، تلاوت، حمد اور نعت سے شروع ہوتے ہیں۔ پراگندہ ذہن ہیں اور کوئی راہنما نہیں۔ کسی گروپ نے کہہ دیا تو معصوم لوگوں کو بم سے اُڑا دیا۔ کسی جاہل مُلّا نے کہہ دیا تو مسجد کو مقتل بنا دیا۔ یہ سب کیوں ہے؟ صرف اور صرف نظامِ جماعت سے باہر ہونے کی وجہ سے۔ اللہ کے فضل سے دُنیا بھر کے احمدی کسی بھی مسئلہ کے بارہ میں صرف اور صرف نظامِ جماعت کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ اور یہ فتویٰ ہمیشہ خلافت احمدیہ کی رہنمائی میں جاری ہوتا ہے جو کہ قرآنی احکامات کے مطابق ہوتا ہے لیکن جو لوگ خود کو اسلامی نظام سے بالا سمجھتے ہیں ان لوگوں کا انجام بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

(سورۃ النّسآء، آیت 15)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے تو وہ اسے آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ایک لمبے عرصہ تک رہنے والا ہوگا اور اس کے لئے رُسوا کر دینے والا عذاب (مقدر) ہے۔

ثمرات

اطاعت کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بیشمار انعام واکرام سے نوازتا ہے۔ ان میں سے بعض اسی دُنیا میں مل جاتے ہیں اور بعض دوسری دُنیا میں۔ جبکہ بعض ہر دو زندگیوں میں۔ اس کی مثال ہمیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت میں ملتی ہے۔ آپؓ نے یہ علم پاتے ہی کہ رسول کریم ﷺ کو نبوت عطا ہوئی ہے، بغیر کوئی سوال کئے، بغیر کوئی بحث کئے، بغیر کسی حیل وحجت کے دربارِ رسالت میں اپنا سرِتسلیم خم کر دیا اور تمام زندگی رسول کریم ﷺ کے ہر ارشاد کی تعمیل میں اوّل رہے۔ اس کے نتیجہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو اُسی دربارِ رسالت میں رسول کریم ﷺ کا جانشین مقرر کر دیا اور پوری دنیا آپ کے سامنے سرنگوں ہوگئی۔

اُنہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دہن مبارک سے نکلے ہوئے ایک فقرہ کے عوض اپنا آبائی گھر ہمیشہ کے لئے بھلا دیا اور اطاعت کی ایک عظیم مثال قائم کر دی۔ اُس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تاقیامت اُن کا نام زندہ ہوگیا۔ نظامِ خلافت اور نظامِ جماعت جو انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا، کا جب بھی ذکر ہوگا تو اُس ذکر کا آغاز حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اطاعت کرنے والوں کے لئے کیا ہی عظیم اجر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

(سورۃ النّسآء، آیت نمبر 70)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اطاعت کے وسیع مضمون کو نہایت جامع الفاظ میں یوں بیان فرمایا:

’’...جیسا کہ میں نے کہا کہ بہت زیادہ محبت ہو تو اس وجہ سے ٹھوکر لگتی ہے۔ بعض دفعہ اس طرح ہوتا ہے کہ بچہ کو سزا ملی ہے تو اس سے محبت کی وجہ سے مغلوب ہوجاتے ہیں۔ بچہ کی محبت غالب آجاتی ہے اور نظامِ جماعت کے خلاف ماں باپ اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، بہن بھائی ایک دوسرے کی محبت غالب آنے کی وجہ سے نظام کے فیصلوں پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح بعض دوسرے رشتے بھی ہیں۔ تو بہرحال محبت اور غضب کی وجہ سے یعنی ان دونوں میں شدت کی وجہ سے یہ برائیاں عموماً پیدا ہوتی ہیں۔

پس ہر احمدی کو یہ بھی ہر وقت ذہن میں رکھنا چاہئے کہ جب بھی ایسے معاملات ہوں، اونچ نیچ ہوجاتی ہے، نظامِ جماعت سے بھی غلطیاں ہوسکتی ہیں، قضاء سے بھی غلطیاں ہوسکتی ہیں لیکن ہمیشہ ٹھنڈے دِل سے ان فیصلوں کو تسلیم کرنا چاہئے۔ اگر کوئی اپیل کا حق ہے تو ٹھیک، نہیں تو جو فیصلہ ہوا ہے اس کو ماننا چاہئے۔ کوئی رشتہ، کوئی تعلق، نظامِ جماعت اور نظامِ خلافت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہیں آنا چاہئے۔ نہیں تو یہ عہد کہ، ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے، یہ دعوے کھوکھلے ہیں۔ پس اگر اس دعوے کو سچا ثابت کرنا ہے تو ہر تعلق کو خالصتاً للہ بنانا ہے۔ اپنی عبادتوں کے بھی حق ادا کرنے ہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں اور نظام کا بھی احترام کرنا ہے۔ تو پھر ان دعاؤں کے وارث بنیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے کیں اور اُن توقعات پر پورا اتریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں سے رکھی ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 ستمبر 2005ء بمقام بیت الرشید، ہمبرگ، جرمنی)

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلافتِ احمدیہ اور نظامِ جماعت کی فرمانبرداری کی توفیق دیتا رہے اور ہماری نسلوں کو خلافت احمدیہ کا سچا، سُچا غلام اور عاشق بنائے۔

آمین!

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

از صفحہ 2

دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497)

تو بڑی قربانیاں کرنے والے جو ہیں ان کو بھی یہی سمجھنا چاہئے کہ یہ ایک فضل الٰہی ہے جو اُن پر ہوا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جو صحابہ کی بظاہر معمولی قربانیاں تھیں وہ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ معمولی قربانیاں بھی بہت بڑا درجہ رکھتی ہیں۔ لیکن اس زمانے میں بھی اپنی قربانیاں کرنے کے بعد جیسا کہ ہم اب بھی نمونے دیکھتے ہیں اگر عاجزی سے قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں گے تو ان دعاؤں کے حصہ دار بنیں گے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے لئے کی ہیں۔ آخر پر میں آپ لوگوں سے جو یہاں پر جلسہ سننے کے لئے آئے ہیں، آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس جلسے میں شمولیت آپ لوگوں کے لئے پاک تبدیلی کا باعث ہونی چاہئے۔ ایک دوسرے کو سلام کرنے کا رواج دیں، اس ماحول میں پیار اور محبت سے ملیں۔ یہاں جماعت اتنی چھوٹی ہے کہ ذرا سی بھی کمزوری یا اچھائی فوراً پورے ماحول میں پھیل جاتی ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ اگر کسی چیز کو پھیلانا ہے تو وہ نیکیوں کی، خیر کی، اچھی بات کی، پیار کی، محبت کی خوشبو پھیلانی ہے۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا ہے، دعاؤں پر زور دینا ہے۔ یہ دو دن آپ کا جلسہ ہے اس میں دنیاداری کی بجائے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنے ماحول کو معطر رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آج جنوری کی 7رتاریخ ہے سال نو کے حوالے سے بے انتہا خطوط اور فیکسز مبارکباد کی مجھے مل رہی ہیں۔ گزشتہ جمعہ 31 دسمبر کا ہی تھا اس میں بھی مبارکباد کہی جا سکتی تھی لیکن مجھے یاد نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ تمام جماعت کو یہ سال ہر لحاظ سے مبارک کرے اور اس ملک کے لئے بھی اور دنیا کے ہر ملک کے لئے یہ سال ہر لحاظ سے مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے ممالک اور لوگوں کو پیار اور محبت سے رہنا سکھائے۔ دل کی نفرتیں اور کدورتیں دور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ملکوں کے خلاف جنگوں اور ظلموں کو روکنے کے سامان پیدا فرمائے۔ لوگوں کو لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہر آفت سے تمام انسانیت کو بچائے۔ کیونکہ جس طرح آجکل کے حالات ہیں بڑی تیزی سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو آواز دے رہے ہیں۔ اللہ رحم کرے اور سال برکتوں کا سال ہو نہ کہ عذاب کا سال۔ ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر اخلاص اور وفا اور قربانی کے نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاص طور پر جب آپ اس ملک میں رہ رہے ہیں سپین میں اپنی تعداد بڑھانے کی خاص کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

(خطبہ جمعہ 7رجنوری 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

از :۔منور احمد خورشید مربی سلسلہ انگلستان

اسلامی کیلنڈر کا مختصر تعارف

سال نو مبارک اور اسلامی کیلنڈر کا مختصر تعارف

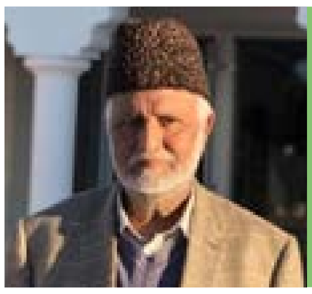

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلامی کیلنڈر کے لحاظ سے نئے سال کا آغاز ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نیا سال ہم سب کے لئے بہت بہت مبارک کرے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے یہ نیا سال ہر لحاظ بہت زیادہ خیر و برکت، قیام امن و یگانگت کی نوید ہو۔

دنیا میں اکثر و بیشتر دو قسم کے کیلنڈر پائے جاتے ہیں

قمری کیلنڈر : قمری مہینے چاند کی رؤیت سے انتیس یا تیس دن کے ہوتے ہیں اور ایک قمری سال تین سو چوّن دن (354.36) پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس نظام کا انحصار چاند پر ہوتا ہے۔ اسی نسبت سے اسے قمری نظام تقویم کہا جاتا ہے۔ اکثر قدیم تہذیبوں میں مہینوں اور سالوں کے تعین کے لئے بنیادی طور پر چاند کو ہی معیار ٹھہرایا گیا ہے۔ کیونکہ چاند کو ہر کوئی آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔ اور اس میں ہونے والی مسلسل تبدیلیاں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس لئے پرانی تہذیبوں میں قمری کیلنڈر پر ہی اعتماد کیا جاتا رہا ہے۔

قمری نظام کے بارے میں قرآنی ارشادات

1۔ بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے۔ اللہ کی کتاب میں، جب سے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ سورۃ التوبۃ 36

2 ۔ لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لیے ہے’’ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر (189)

3 ۔ وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لیے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ پیدا نہیں کیں۔ (سورۃ یونس آیت نمبر 5)

عیسوی کیلنڈر : اس میں کل تین سو پینسٹھ دن ہوتے ہیں۔ اس طرح عیسوی کیلنڈر کے بالمقابل ہجری کیلنڈر کے سال میں تقریبا گیارہ دن کم ہوتے ہیں اور ایک صدی میں دونوں کیلنڈروں کے درمیان تین سال کا فرق پڑ جاتا ہے۔ عیسوی کیلنڈر کے مطابق نئی تاریخ کا آغاز بارہ بجے رات سے ہوتا ہے۔

ہجری کیلنڈر کے اعتبار سے غروب آفتاب سے نئی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔

اسلامی کیلنڈر کے مہینوں کے اسماء اور ترتیب عرب دنیا میں قدیم سے رائج ہے۔ احادیث شریفہ میں ان اسماء کا ذکر کئی اہم واقعات کے سلسلہ میں ملتا ہے۔

اسلامی مہینوں کے اسماء، ترتیب اور ان کی وجہ تسمیہ

1۔ محرم الحرام۔ یہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں جنگ و جدل حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے اس کو محرم کہتے ہیں۔

2۔ صفر : اس کو صفر اس لئے کہتے ہیں۔ کیونکہ عرب اس ماہ میں دیگر قبائل پر حملے کے لئے اپنے اہل خانہ سے الگ ہوجاتے۔ اس سلسلے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عرب اس میں قبائل پر حملہ کرتے تھے اور انہیں بے سروسامان کر جاتے تھے .

3۔ ربیع الاول : اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ یہ موسم بہار میں آتا تھا اس لئے اس کا یہی نام پڑ گیا۔

4۔ ربیع الثانی : اس کا یہ نام اس لئے پڑا کہ عرب اس میں اپنے جانوروں کے لئے گھاس اکٹھا کرتے تھے اس لئے اس کا نام ربیع ہوا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مہینہ موسم بہار میں آیا کرتا تھا اس لئے اس کا نام ربیع پڑا۔

5۔ جمادی الاول : اسلام سے پہلے اس کا نام ’’جمادی خمسہ‘‘ تھا اور جمادی اس لئے کہا گیا کہ یہ موسم سرما میں واقع ہوتا تھا اور اس میں پانی جم جاتا تھا۔

6۔ جمادی الثانی : اسلام سے پہلے اس کا نام ’’جمادی ستہ‘‘ تھا اور اس کا یہ نام موسم سرما میں آنے کی وجہ سے پڑا۔

7۔ رجب : یہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے ، اس کا نام رجب اس لئے پڑا کہ عرب اس میں برچھیوں کے آہنی نیزوں کو نکال دیا کرتے تھے اور لڑائی سے گریز کرتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رجب کے معنی ہی جنگ سے گریز کرنا ہے۔

8۔ شعبان : اس کا نام شعبان اس لئے پڑا کہ لوگ اس میں پانی کی تلاش میں ادھر ادھر تتر بتر ہو جاتے تھے۔

9۔ رمضان : یہ تو مسلمانوں کے لئے روزہ رکھنے کا مہینہ ہے، اس کا یہ نام اس لئے پڑا کہ یہ نام رکھنے کے وقت گرمی اور سورج کی شدت شباب پر ہوتی تھی، اور جس وقت یہ نام رکھا جا رہا تھا اس وقت گرمی کی شدت تھی۔

10۔ شوال : اس میں عید الفطر ہوتی ہے، اس کا یہ نام اس لئے پڑا کہ اس میں اونٹنیاں حاملہ ہوا کرتی تھیں اور ان کے دودھ خشک ہوتے تھے۔

11 ۔ ذوالقعدہ : یہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے اس کا نام ذو القعدۃ اس لئے پڑا کہ عرب اس میں حملوں اور سفر سے اجتناب کرتے تھے اور اسے حرمت والا مہینہ سمجھ کر جانوروں کے لئے گھاس اور اپنے لئے توشہ کی جستجو سے پرہیز کرتے تھے۔

12۔ ذوالحجہ : اس میں حج اور عید الاضحیٰ انجام دئے جاتے ہیں اور یہ بھی حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے، اس کا نام ذوالحجۃ اس لئے پڑا کہ اس مہینہ میں عرب حج کو جایا کرتے تھے۔

اسلامی کیلنڈر کی موجودہ ترتیب

اس نظام کو ہجری اسلامی کیلنڈر کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اگرچہ یہی مہینے قبل اسلام بھی عرب معاشرہ میں انہی ناموں کے ساتھ رائج تھے۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں جب اسلامی حکومت دور دور تک پھیل گئی۔

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جب کوفہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ کی طرف سے ہمیں جو احکامات ملتے ہیں ان خطوط پر تاریخ نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں حکم نامہ کی تاریخ کا وقت معلوم نہیں ہو پاتا۔ جس کی وجہ سے ان پر عمل کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

اس پر حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام کی ایک کمیٹی ترتیب دی جو اسلامی کیلنڈر مرتب کرے۔ اس سلسلہ میں چند ایک تجاویز ازیر غور آئیں۔ حضرت علیؓ کی پیش کردہ تجویز کہ اسلامی کیلنڈر کا آغاز آنحضرت نبی کریم ﷺ کی مکہ سے مدینہ کی ہجرت کے وقت سے شروع کی جائے۔ کیونکہ پہلی اسلامی مملکت ہجرت کے بعد ہی مدینہ میں قائم ہوئی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ کو حضرت علیؓ کی یہ تجویز پسند آئی اور اسی کی آپ نے منظوری عطا فرمائی جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک دنیائے اسلام میں رائج ہے۔

کل عام و انتم بخیر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان

زرافہ ۔ایک دلچسپ جانور

زرافہ اپنی لمبی گردن اور لمبی لمبی ٹانگوں کی وجہ سے چڑیا گھر کے تمام جانوروں میں سے مختلف نظر آتا ہے۔ زرافے کو تمام جانوروں میں سب سے لمبے قد کا جانور ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس کا قد ساڑھے پانچ میٹر تک بھی لمبا ہوسکتا ہے۔اپنے لمبے قد کی وجہ سے زرافہ اونچے اونچے درختوں کے پتوں کو بآسانی کھا سکتا ہے ۔ زرافے کی لمبی گردن پر اس کا سر بہت چھوٹے سائز کا ہوتا ہے۔چھوٹی چھوٹی براؤن آنکھوں سے زرافہ بہت دور تک دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ زرافے کی نظر تمام جانوروں کی نسبت بہت تیز ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کے کان دور سے خطرے کی آواز سن کر چوکنے ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جنگل میں زرافہ خطرے سے پہلے ہی اپنا دفاع کر لیتا ہے۔ زرافے کے بارے میں دو باتیں بہت حیران کن اور دلچسپ ہیں۔پہلی بات تو یہ زرافے کے لمبے قد کی طرح اس کی زبان بھی لمبی ہوتی ہے۔بعض اوقات یہ 46 سینٹی میٹر تک لمبی ہوسکتی ہے۔ دوسری حیران کن یہ ہے کہ اتنا بڑا جانور آواز نہیں نکال سکتا۔ اپنی لمبی ٹانگوں کی بدولت زرافہ بہت تیز دوڑ سکتا ہے۔ زرافہ ایک گھنٹے میں 30 میل کا سفر طے کرتا ہے۔اس طرح وہ ایک تیز ترین گھوڑے سے بھی زیادہ تیز رفتار ہوتا ہے ۔

زرافہ ویسے تو بہت شریف اور صلح جو جانور ہے۔ بلاوجہ کسی لڑائی جھگڑے میں نہیں پڑتا لیکن اگر اسے ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑے تو یہ جانور اپنا دفاع بہت بہادری سے کرتا ہے اور مخالف جانوروں کے ساتھ لڑائی میں اپنی لمبی ٹانگوں اور سر کا استعمال اس خوبی سے کرتا ہے کہ شیر جیسا نڈر جانور بھی زرافے سے الجھتے وقت ذرا محتاط ہی رہتا ہے۔

زرافہ کی سب سے حیران کن خصوصیت یہ ہے کہ باقی تمام جانوروں سے ہٹ کر زرافہ ایک بے آواز جانور ہے کیونکہ یہ اپنے گلے سے کوئی آواز پیدا نہیں کرسکتا۔

زوالوجسٹ جو جانوروں کے علم کے ماہر ہوتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ زرافے کا ساؤنڈ باکس قدرتی طور پر اتنا DEVELOP نہیں ہوتا کہ آواز پیدا کر سکے لیکن مادہ زرافہ اور زرافے کے ضرورت

کے وقت ہلکی ہلکی آواز نکال سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زرافے کی حس سماعت یعنی سننے کی صلاحیت اور سونگھنے کی صلاحیت کو ایسا بنایا ہے کہ زرافہ دور سے ہی خطرے کی بو سونگھ لیتا ہے اور اپنا دفاع بڑی خوبی سے کرتا ہے زرافے کی جلد بھی اس طرح کی ہوتی ہے کہ بڑی قد و قامت کے باوجود وہ جنگل میں خود کو اس طرح چھپالیتا ہے کے دشمن آسانی سے اسے تلاش نہیں کرسکتا۔ یقیناً زرافہ ایک دلچسپ اور حیران کن خصوصیات رکھنے والا جانور ہے۔

واقفین نو ودیگر بچوں کو چاہیے کہ وہ کبھی کسی چڑیا گھر جائیں تو وہاں موجود زرافہ کو اچھی طرح دیکھیں اور اسکی حرکات وسکنات کا بغور مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحت والی لمبی اور فعال زندگی دے جو خدمت دین اور خدمت خلق سے معمور ہو۔ آمین

☆...☆...☆

درخواستِ دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں ۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ (آمین)

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ (آمین)

(ادارہ)

طلوع وغروب آفتاب

01جنوری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:37	17:50
مدینہ منورہ	05:42	17:45
قادیان	06:02	17:36
ربوہ	05:41	17:16
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:37	16:06